Insights of Pakistan, Iran and the Caucasus Studies
Vol. 4, No. 03 (August 2025), pp. 15-22
ISSN (Print): 2958-5112
ISSN (Online): 2958-5120
http://www.ipics.rmrpublishers.org
http://journals.rmrpublishers.org/insights-of-pakistan-iran-and-the-caucasus-studies/
REHMAT AND MARYAM RESEARCHES
Lodhran | Islamabad

A Concise Overview of the Era of Maulana Rumi and His Masnavi Ma'navi

Dr. Ghulam Asghar Khan (Corresponding Author)
IULL Postdoctoral Research Fellow at the University of Punjab, Lahore
Email: piif.editor62@gmail.com

Publication History:
Received: June 10, 2024
Revised: June 19, 2024
Accepted: July 27, 2025
Published Online: August 01, 2025

Keywords:
Rumi
Balakh
Qonia
Persian Poetry
Divine Love
Aesthetic Analysis
Intellectual Study
Unity of Being

Research related to Academic Areas:
Iranian Studies, Urdu Literature and Persian Literature

Acknowledgment:
This paper has been written as a prerequisite announced by the Department of Urdu at the University of Punjab (Lahore) for awarding post-doctoral fellowship certificate.

Ethical Consideration:
This study has no aim to hurt any ideological or social segment but is purely based on academic purposes.

DOI:
10.5281/zenodo.16677254

Abstract
Maulana Jalal-ud-Din Muhammad Rumi is a symbol of persian poetry. He wrote the Masnavi in seven volumes. He narrated the Mysticism first time in the tradition of Masnavi. This article presents a comprehensive aesthetic and intellectual study of the era of Rumi, focusing on the historical, social and spiritual contexts that shaped his thought and poetry. The study explores how the political and cultural dynamics of Rumi's time influenced his metaphysical vision and poetic style. His Masnavi Ma'navi is regarded as a timeless masterpiece of Sufi literature, addressing themes such as divine love, self-realization, the unity of being, and moral transformation through allegorical storytelling and symbolic expression. This article also highlights how Rumi's narrative technique and poetic symbolism provide readers with a deeply transformative spiritual experience.

Copyright © 2025 IPICS Journal as an academic research-oriented non-profit initiative of Rehmat and Maryam Researches (SMC-Pvt) Limited, working in Islamabad, Rawalpindi and Lodhran under the Security and Exchange Commission of Pakistan (SECP) and approved by the Higher Education Commission Pakistan for Y Category during October 2024 to December 2025. This is an open-access article. However, its distribution and/or reproduction in any medium is subject to the proper citation of the original work.

مولانا رومی کے عہد اور مثنوی معنوی کا اجمالی جائزہ

تعارف

مولانا روم کا نام ''محمد'' اور لقب ''جلال الدین'' ہے۔ ''محمد'' صرف انھی کا نام نہیں بل کہ ان کے والد اور دادا کا نام بھی یہی ہے۔(i) مولانا روم کے والد کا نام ''محمد'' اور لقب ''بہاءُالدین'' ہے

جب کہ دادا کا نام "محمد" اور لقب "حسین" ہے۔([ii]) قونیہ میں ان کے مزار کے صدر دروازے پر "یا حضرت مولانا" لکھا ہوا ہے([iii]) افغانستان میں "مولانا بلخی" کہا جاتا ہے، جب کہ ایران میں صرف "مولوی"۔ فارسی زبان و ادب میں دیکھیں تو آپ کو لفظِ رومی پڑھنے کو شاذ و نادر ہی ملے گا۔ اس لفظ سے احتراز برتنے کی وجہ میر اتھن کی جنگ کی وجہ سے ایرانی رومی سلطنتوں کے درمیان دیرینہ دشمنی کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال نظر آتی ہے، جس کے سبب ایرانی اس لفظ روم یا رومی کو استعمال کرنے سے گریزاں نظر آتے ہیں، جب کہ افغانستان والوں کے پاس اپنی علاقائی نسبت اس عمل کا باعث بنتی ہے۔ روم کی نسبت کے حوالے سے تاریخی پس منظریوں بیان کیا جاتا ہے کہ ترکی اُس عہد میں سلطنتِ روم میں شامل تھا اور ان کی زندگی کا بیشتر عرصہ اسی سلطنت میں گزرا۔ اس لیے اُس ملک کی نسبت سے رومی یا مولانا روم کہلائے۔([iv])

مولانا روم کا سلسلۂ نسب حضرت ابو بکر سے جا ملتا ہے۔([v]) مولانا روم کے آباء و اجداد عرب سے ہجرت کر کے بلخ (موجودہ افغانستان) آباد ہو گئے۔ مولانا روم یہیں ۶۰۴ھ بہ مطابق ۱۲۰۷ء میں پیدا ہوئے۔([vi]) تعلیم کے ابتدائی مراحل گھر میں والد صاحب نے طے کرا دیے تھے اور پھر سید برہان الدین محقق کو مولانا کا اتالیق مقرر کیا گیا۔([vii]) بعد میں مولانا نے حلب میں مدرسہ حلاویہ میں رہ کر مولانا کمال الدین مصنف تاریخ حلبی سے تلمذ کیا۔([viii]) اس دور میں مولانا پر ظاہری علوم کا غلبہ تھا۔ سماع سے احتراز کرتے تھے اور فتویٰ نویسی میں مشغول رہتے تھے۔

مولانا روم کے والد شیخ بہاءُالدین اپنے علم و فضل کی وجہ سے پورے خراسان میں مرجعِ خلائق تھے۔ محمد خوارزم شاہ (سلطان علاءُالدین محمد) کا دورِ سلطنت تھا اور سلطان مع امام فخر الدین رازی عقیدتاً شیخ کے پاس حاضر ہوا۔ شبلی نعمانی لکھتے ہیں:

> ہزاروں آدمیوں کا مجمع تھا۔ شخصی سلطنتوں میں جو لوگ مرجع عام ہوتے ہیں؛ سلاطین وقت کو ہمیشہ ان کی طرف سے بے اطمینانی رہتی ہے۔ خوارزم شاہ نے حد سے زیادہ بھیڑ دیکھی تو کہا کہ کس غضب کا مجمع ہے۔ امام رازی نے کہا: ہاں! اور اگر ابھی سے تدارک نہ ہوا تو پھر مشکل پڑے گی۔ خوارزم شاہ نے امام رازی کے اشارے سے خزانۂ شاہی اور قلعہ کی کنجیاں بہاءُالدین کے پاس بھیج دیں اور کہلا بھیجا کہ اسبابِ سلطنت سے صرف یہ کنجیاں میرے پاس رہ گئی ہیں؛ وہ بھی حاضر ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ اچھا! جمعہ کو وعظ کر کے یہاں سے چلا جاؤں گا۔ مولانا بہاءُالدین نے ۶۱۷ھ / ۱۲۲۰ء بروز جمعہ بلخ کو خیر باد کہا۔([ix])

مرزا مقبول بیگ بدخشانی نے بھی ترکِ سکونت کا سال ۶۱۷ھ لکھا ہے([x]) جب کہ قاضی سجاد حسین کے نزدیک شیخ کا ترکِ وطن کا سال ۶۱۰ھ ہے۔([xi]) ترکِ سکونت کے مذکورہ سبب سے اختلاف کرتے ہوئے پروفیسر نکلسن لکھتے ہیں کہ سلطانِ وقت کو شیخ بہاءُالدین سے عقیدت تھی اور سلطانِ وقت کے حسد کی بناء پر ترکِ وطن کرنا مشتبہ ہے۔ ان کے نزدیک مولانا بہاءُالدین نے ہزارہا انسانوں کی طرح تاتاریوں کے خوف سے ترکِ وطن کیا تھا، کیوں کہ تاتاریوں کا جمِ غفیر خراسان میں انسانی خون کے دریا بہا کر اب بلخ کی طرف آیا چاہتا تھا۔([xii])

ایلخانی دور ایرانی تاریخ میں سب سے ہولناک دور تصور ہوتا ہے۔ ایل خان، ہلاکو خان کا اصل نام تھا، جس سے یہ دور منسوب ہے۔ ساتویں صدی ہجری کے آغاز میں چنگیز خان نے ترکستان کی طرف سے حملہ آور ہو کر ایرانی تہذیب، سیاست، معاشرت اور امن کو تہ و بالا کر دیا تھا۔ نشاط و انبساط کے تمام جام ٹوٹ گئے۔ رنگین محفلیں اجڑ کر رہ گئیں۔ ذکرِ محبوب و غزل سرائی نوحہ گری میں تبدیل ہو گئی۔ سلجوقی دور والی مسرت اور آزادی خاک ہو گئی۔ چنگیز خان نے ایران کے انسانوں کو درکنار کتوں اور بلیوں تک کو زندہ نہ چھوڑا۔ اسی غارت گری میں ہی خواجہ فرید الدین عطار منگولوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔([xiii]) ہلاکو خان نے خاندانی روایات کے تسلسل میں انسانی خون بہانے میں مثال قائم کر دی اور بغداد کے حملے میں ایک دن میں چار لاکھ انسانوں کو قتل کرا دیا۔ اس کے بعد خراسان کو رنگین کیا اور اس طوفان کا اگلا پڑاؤ بلخ کی طرف تھا۔ پروفیسر نکلسن کا قیاس ہے کہ مولانا بہاءُالدین کی ہجرت کی وجہ یہی تھا۔

بہر حال یہ قافلہ امن کی تلاش میں نیشاپور پہنچا۔ یہاں ان کی ملاقات خواجہ فرید الدین عطار سے ہوئی۔ خواجہ عطار نے جلال الدین کو ہونہار پا کر اس کی فضیلت کی پیش گوئی کی۔ اپنی کتاب اسرار نامہ دی اور دعا دی۔ یہ قافلہ مکہ معظمہ سے ہو کر ترکی کے شہر ملاطیہ چلا گیا جہاں چار سال قیام کیا۔ پھر لارندہ (قرمان) کوچ کر گئے جہاں سات سال تک قیام کیا۔ اسی عرصے میں مولانا روم نے شادی کی اور ان کے دو بچے پیدا ہوئے۔ اس کے بعد وہ قونیہ آ گئے۔ قونیہ علاءُالدین کیقباد کا دار السلطنت تھا۔ یہاں تھوڑے ہی عرصے کے بعد مولانا روم کے والد شیخ بہاءُالدین کا انتقال ہو گیا۔ ان کے انتقال کی تاریخ مرزا محمد نذیر عرشی نے ۱۸ ربیع الاول ۶۲۸ھ بروز جمعہ لکھی ہے۔([xiv])

شیخ بہاءُالدین کے انتقال کے بعد سید برہان الدین محقق ترمذی، جو بلخ میں ان کے شاگردوں میں تھے اور بچپن میں مولانا روم کو درس دیتے رہے تھے، قونیہ آ گئے اور درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ مولانا روم نے انھی کو شیخِ طریقت بنا کر سلوک کی منازل طے کرنا شروع کیں۔ سید برہان الدین کے مدرسہ میں مولانا روم نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین بھی بنے۔ اسی مدرسہ میں مولانا روم کی ملاقات شمس تبریز سے ہوئی۔ مولانا روم نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور انھیں گھر لے گئے۔ مولانا روم نے تعلیمی مشاغل سے ہاتھ اٹھا لیا اور "نغمۂ نَے" کی لَے پر کان لگا دیے۔ اہلِ قونیہ مولانا روم کی اس حالت سے سخت رنجیدہ ہوئے اور شمس تبریزی کو برا بھلا کہنے لگے۔ بعض روایات کے مطابق شمس تبریزی کو مولانا روم کے بیٹے نے قتل کر دیا جب کہ کچھ روایات کے مطابق شمس تبریزی ایک دم روپوش ہو گئے جس کی وجہ سے مولانا روم پر مرشد کے ہجر کا نزول ہوا جو دیوانِ شمس تبریز کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس

Copyright © 2025 Insights of Pakistan, Iran and the Caucasus Studies (IPICS)

عالمِ ہجر میں مولانا روم کو شیخ صلاح الدین زر کوب میسر آ گئے۔ شیخ زر کوب، مولانا روم کے خلیفہ بن گئے اور دس سال خلیفہ رہ کر مولانا کی زندگی میں وفات پا گئے۔ ان کے بعد حسام الدین حسن چلپی خلیفہ بنے۔ انھوں نے ہی مولانا روم کو "مثنوی" لکھنے پر آمادہ کیا تھا۔ اسی لیے مولانا روم نے ہر دفتر میں حسام الدین کا ذکر کیا ہے اور مثنوی کو بھی کبھی کبھی "حسام" کہہ کر خطاب کرتے ہیں، نیز مثنوی کو اس بنسری سے تشبیہ دیتے جو حسام الدین کے ہونٹوں سے بج رہی ہے۔ مولانا روم کی وفات پر فرقۂ مولویہ کی مسندِ ارشاد انھی کو ملی۔

فرقۂ مولویہ سماع پسند ہے اور بنسری کی لَے پر رقص کرنا اس کی ریاضت ہے۔ حسام الدین حسن چلپی کی وفات کے بعد مولانا روم کے بڑے بیٹے سلطان ولد اس مسند پر فائز ہوئے۔ انھوں نے بھی ایک مثنوی "ابتدا نامہ" کے نام سے لکھی۔(xv) مولانا روم کے دوسرے بیٹے کا نام علاءُالدین محمد ہے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ شمس تبریزی کا خون ان کی گردن پر ہے۔

مولانا روم نے ۵ جمادی الثانی ۶۷۲ھ بہ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۲۷۳ء کو ۶۸ برس کی عمر میں وفات پائی۔(xvi) قاضی سجاد حسین نے تاریخ وفات ۱۸ ربیع الثانی ۶۷۲ھ بہ روز جمعہ لکھی ہے۔(xvii) غروبِ آفتاب کے وقت انتقال ہوا، لیکن اگلی صبح جنازہ اٹھا۔ روایت کی جاتی ہے کہ بادشاہِ وقت جنازے کے ساتھ تھے، ہزاروں آدمیوں نے کپڑے پھاڑ ڈالے۔ عیسائی اور یہودی بھی جنازے کے ساتھ انجیل اور توریت پڑھتے جاتے تھے۔ بادشاہ نے ان سے پوچھا کہ تم کو مولانا سے کیا تعلق ہے؟ تو وہ بولے کہ یہ شخص اگر تمھارا محمدؐ تھا تو ہمارا موسیٰؑ اور عیسیٰؑ تھا۔(xviii) مولانا روم کی تدفین سارا دن گزار کر شام کو عمل میں آئی۔ اس بارے میں تحقیق ہونا باقی ہے کہ ان کی مزار پر "نَے" کب سے آغاز ہوئی مگر ایک تسلسل کے ساتھ مزار پر بعد نمازِ صبح "نَے" گونجتی ہے۔

۱۹۶۲ء میں پروفیسر نیر واسطی مزار پر موجود تھے اور "نَے" کی لَے سن کر بے ہوش ہو گئے۔ ہوش آتے ہی چند اشعار کہے جو ترکی حکومت نے وہاں آویزاں کر دیے:

بشنو از نَے چوں شکایت می کنم — وز نفیرِ نَے حکایت می کنم
نالۂ دلگیر نَے جانم بسوخت — کعبۂ پندار ایمانم بسوخت
صبر از دل رفت و دل بشکست و رفت — رخت سوئے شہر دلبر ست و رفت
گُل ز باغ حُسن او چیدن گرفت — در دیارِ عشق رقصیدن گرفت [xix]

کسی ادب پارے کے لمحۂ تخلیق کے ساتھ نسل، ماحول اور ذہنی ساخت جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ قدرتی اصول ہے کہ جب کبھی انسان پر مصیبت پڑتی ہے تو وہ از خود اپنے تصورِ خدا سے جڑ جاتا ہے۔ سلجوقی عہد طرب و نشاط، جام و بادہ اور عیش و خرام کا دور تھا، لیکن جب ایل خانی منظر ابھرا تو اس کے ساتھ ہی ہر شخص گناہوں کا کفارہ ادا کرتے ہوئے نظر آتا ہے۔ مصیبت میں بزرگوں کے پند و نصائح یاد آنے لگے۔ اخلاق و مذہب کی طرف قربت ہونے لگی۔ اسی دور میں ہی شیخ سعدی ایسے مصلح، مولانا روم ایسے قرآن آموز، نصیر الدین طوسی ایسے اخلاق پرور اور امیر خسرو ایسے نابغے جلوہ گر ہوئے۔ ایل خانی دور کو ادبی طور پر تصوف، اخلاقیات اور مذہبیات کا دور کہنا چاہیے۔

مولانا روم کی تین تصانیف عالمِ وجود میں میسر ہیں: فیہ مافیہ، دیوانِ شمس تبریز اور مثنوی معنوی۔ فیہ مافیہ مولانا کے ان خطوط کا مجموعہ ہے جو انھوں نے رکن الدین قلیج ارسلان شاہِ قونیہ کے حاجب معین الدین کو لکھے تھے۔ دیوانِ شمس تبریز غزلیات پر مشتمل ہے اور ۲۴۰۰۰ر اشعار پر محیط ہے، جب کہ مثنوی معنوی وہ تصنیف ہے جس نے مولانا روم کو حیاتِ جاوید عطا کی۔ کل ۶ر دفتر پر مشتمل اس مثنوی کے کل اشعار کی تعداد ۲۶۶۶ ہے۔ مثنوی چند جگہوں پر تھوڑی تبدیلی کے ساتھ بحر "رمل مسدس محذوف" میں لکھی گئی ہے۔ معترضین نے مولانا کے فنی محاسن و معارب پر اعتراض کیا تو مولانا نے جواب دیا:

من ندانم فاعلاتن فاعلات
شعر می گویم بہ از قند و نبات

مولانا کا فن شاعری نہ تھا بلکہ تعلیم اور کردار سازی تھا۔ اس لیے جامیؔ نے کہا تھا:

مثنوی مولوی معنوی
ہست قرآں در زبانِ پہلوی [xx]

یہ مثنوی قرآن مجید کی تعلیمات پر مبنی ہے، اس لیے اس میں مصنوعیت کا رنگ نہیں ملتا، اور وہ روانی، برجستگی، نشستِ الفاظ اور حُسنِ ترکیب بھی نہیں جو اساتذہ شعرا کے کلام میں ہے بلکہ اس میں انتہائی سادگی کے ساتھ موضوع کو بیان کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ حکمت و فلسفہ کے علاوہ جذبِ باطن کے لیے سوز کو وسیلہ کلام بنایا گیا ہے۔ اسلوب، حُسنِ بیان کی بجائے بے تکلفی پر مبنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کلام میں بے انتہا تاثیر اور بے ساختہ ابلاغ ہے۔ قواعدِ شعری سے بے نیازی کے بارے میں مولانا لکھتے ہیں:

قافیہ اندیشم و دلدارِ من

Copyright © 2025 Insights of Pakistan, Iran and the Caucasus Studies (IPICS)

گویدم مندیش جز دیدارِ من

مثنوی کے تین منابع ہیں: قرآن، حدیث اور تجاربِ حیات۔ جس کے حوالے سے کہتے ہیں:

من ز قرآں مغزِ قرآں داشتم

استخواں پیشِ سگاں انداختم

مولانا روم نے "اَمسیتُ کُردِیاً وَاَمسیتُ عَرَبیاً" کا اعلان کر کے قومیت سے ملت کی طرف آئے اور آفاقی ہو گئے۔ وہ ترک، کرد، افغانی یا ایرانی نہیں رہے بل کہ تمام عالمِ اسلام پر چھا گئے۔ وہ اجالے کے شاعر ہو گئے۔ انھوں نے زندگی اور امید کی شاعری کی، اور یاسیت کی بجائے رجائیت کی تبلیغ کرتے نظر آتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

نہ شبنم نہ شب پرستم کہ حدیثِ خواب گویم

ہمہ آفتاب بینم، ہمہ آفتاب گویم

مولانا روم نے فارسی شاعری میں پہلی بار منظوم تصوف پیش کیا ہے اور اس میں روح، عشق، الہیات، معجزہ، معاد، جبر و قدر، وحدت الوجود، فلسفہ، سائنس، حج اور عقل و ارتقا پر بحث کی ہے۔ مثنوی قرآنی معارف کی شرح ہے۔ کلامِ مجید کے شروع میں سورہ فاتحہ ہے جو کلامِ مقدس کا لبِ لباب ہے۔ اس طرح "نَے" کو روحِ انسانی قرار دے کر تصوف و معرفت ابتدائی چند اشعار میں پیش کر دیا گیا ہے۔ باقی کے تمام دفاتر انھی اشعار کی تفاسیر ہیں۔ اسی لیے مولانا جامیؔ کا شعر انتہائی شعوری سطح پر اس کی توثیق کرتا ہے۔

مثنوی ایک جہانِ معنی کا انسکلاتی دائرہ ہے۔ اس کی ترتیب بھی قرآن حکیم کی طرح ہے۔ دونوں کے ہاں دفتر یا منازل کی تعداد یکساں ہے۔ موضوعات کی ترتیب بھی کسی خاص انداز سے منظم نہیں ہے بل کہ ہر دفتر میں مضامین کی پیش کش بے ترتیب انداز سے موجود ہے۔ مثنوی کا پہلا لفظ "بشنو" اپنے اندر ایک کہانی رکھتا ہے۔ اس کا مطلب ہے "ذرا غور سے سن"۔ اس لفظ کی ساختیاتی اور پسِ ساختیاتی تشریح کی جائے تو یہ لفظ ردِ تشکیل میں لفظ "اقرا" کا پرتو ہے۔ یوں دیکھیں تو مولانا "نیست پیغمبر ولے دارد کتاب" ہیں:۔

بشنو از نے چوں حکایت می کند

وز جدائی ہا شکایت می کند

افلاطون کا نظریۂ جمالیات اور روحِ انسانی کا عالمِ بالا میں حُسنِ ازلی کا نظارہ بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔ اسی مسئلہ فراق کو غالبؔ نے بیان کیا ہے:

نہ تھا کچھ تو خدا تھا، کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا

ڈبویا مجھ کو ہونے نے، نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا [xxi]

اسی فراق کو حافظؔ شیرازی نے یوں پیش کیا:

طائر گلشن قدسم چہ دھم شرح فراق

کہ دریں دامگاہ حادثہ چون افتادم [xxii]

رومی کے جہانِ معنی کا صرف ایک پہلو ہی نہیں بل کہ اس کے بہت سے دروازے ہیں۔ مثنوی کے ابتدائی اشعار کی شرح میں وہ حدیث نظر آتی ہے کہ جس میں پیغمبرِ اسلام سے اس عہد کی بابت پیشگی اطلاع منسوب ہے کہ "میری امت پہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ دنیا کی قومیں اس پر ایسے چڑھ دوڑیں گی جس طرح بھوکے، کھانے پر جھپٹتے ہیں۔" استفسار کیا گیا کہ کیا اُس وقت مسلمانوں کی تعداد کم ہو گی تو جواب دیا گیا کہ تعداد تو کثیر ہو گی لیکن دو مرض ان کو گھیرے ہوں گی: حبّ دنیا اور موت کا خوف۔

اس حدیث نبوی سے یہ نتیجہ بہ طور تنبیہ ملتا ہے کہ کامیاب حیات کے لیے ان دو 'امراض' سے چھٹکارا ضروری ہے۔ مولانا نے مثنوی کی ابتدا انھی دو امراض سے کی اور اسی بات پر زور دیا ہے کہ ہم عالمِ ارواح سے جدا ہو کر آئے ہیں اور روح واپس اسی عالم میں جانے کے لیے تڑپ رہی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ موت وہاں تک پہنچنے کا وسیلہ ہے؛ اس لیے موت سے گھبرانا بنتا ہی نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ یہی بات فرد کو حبّ دنیا سے چھڑانے کے لیے مہمیز کرتی ہے، مولانا کے یہ قول:

بند بگسل باش آزاد اے پسر

Copyright © 2025 Insights of Pakistan, Iran and the Caucasus Studies (IPICS)

چند باشی بندِ سیم و بندِ زر

اسی طرح فنی لحاظ سے دیکھیں تو لفظوں کی بُنت کے ساتھ ساتھ چناؤ الفاظ بہت اہم ہوتا ہے۔ مثنوی کا دوسرا شعر ترکی اور ایران میں ہمارے ہاں سے ایک لفظ کے بدلاؤ کے ساتھ مستعمل ہے۔ یہ ایک بدلا ہوا لفظ پورے جہانِ معنی و فکر کو بدل دیتا ہے۔ وہاں یہ شعر یوں ہے:

کز نیستاں تا مرا ببریدہ اند

در نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

دوسرا مصرع ہمارے ہاں "از نفیرم" سے شروع ہوتا ہے جس کے معنی ہیں کہ "میرے نالہ و فغاں سے مرد و زن روتے ہیں" لیکن "در نفیرم" میں گہرائی اور گیرائی سے مصرعے کی کیفیت ہی بدل جاتی ہے کہ "مجھ میں سے جو فغاں نکل رہی ہے؛ مرد و زن کے تمام ارواح کی فغاں اس میں مضمر ہے"۔ اس ایک لفظ سے آفاقیت کی معراج نظر آتی ہے۔ تہران کے قومی کتب خانے کے مہتمم نے خلیفہ عبدالحکیم کو بتایا کہ مثنوی میں اصل لفظ "در نفیرم" ہے کیوں کہ مولانا تمام ارواح کی نمائندگی کرتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ "میری فغاں سے مرد و زن نالہ نہیں کرتے بلکہ میری فغاں ہی مرد و زن کا نالہ ہے۔"[xxiii]

فارسی شاعری نے عشق و عقل کی جنگ کا تصور دیا ہے جس میں عقل حقیر اور عشق کبیر ہے۔ بہ قول ڈاکٹر سید عبداللہ "فارسی شاعری میں عقل عشق کے مقابلے میں ایک طفلِ مکتب کی حیثیت رکھتی ہے۔"[xxiv] یہی وہ عشق ہے جو تمام ترقی اور ارتقاء کا باعث ہے، جسے مولانا نے "اضطراب اسرارِ خدا" کہا ہے۔ یہ دانش اور عرفان کا منبع ہے لیکن یہ وہ دانش نہیں جو عقلیت کی پیداوار ہے بل کہ یہ دانش روح کے اندر سے پیدا ہوتی ہے۔ اس کا سرچشمہ ایمان ہے۔ بہ قول پروفیسر ظہور احمد سلیم "یہ عشق وہ جوشِ مستی نہیں جو "خوردن گندم" کے سبب وجود میں آتی ہے، یہ عشق فنائے مطلق کے رہبر اور بقائے دوام کا مظہر ہے۔"[xxv]

مولانا کے کلام سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کوئی عاشق اپنے معشوق کی تعریف کر رہا ہے لیکن اس میں جنسی کشش معدوم ہے۔ اسی بات کو ڈاکٹر انعام الحق کوثر یوں بیان کرتے ہیں کہ "یہ جو دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ساری محبت جنسی کشش پر مبنی ہے، یہاں اس کے برعکس جنس اور بدن قطعی طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ عشق اصلاً اور طبعاً ذہنی اور روحانی اتصال کا نام بن جاتا ہے اور ترفع اس حد تک ہے کہ جنس بالکل خارج از بحث ہے۔"[xxvi] اسی بات کو مولانا کے کلام میں دیکھیں تو عشق کی اہمیت بتاتے ہوئے گویا ہوتے ہیں:

جسمِ خاک از عشق بر افلاک شد

کوہ در رقص آمد و چالاک شد

مولانا کے فن پر بات کرتے ہوئے خلیفہ عبدالحکیم کہتے ہیں: "عارفِ رومی تشبیہ و تمثیل کے بادشاہ ہیں۔ ان کی مثنوی حکمت و عرفان کا بحرِ ذخار ہے۔ وہ صوفی ہیں، متصوف نہیں اور شاعری کے لحاظ سے نہ ان کو فنکار شاعر کہہ سکتے ہیں اور نہ وہ متشاعر ہیں۔"[xxvii] ان کی مثنوی پر بات کرتے ہوئے اصغر علی شاہ کہتے ہیں: "مولانا روم کو مثنوی گوئی کا بادشاہ قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ ان سے پہلے اور ان کے بعد بہت سے شعرا نے مثنویاں لکھنے کی کوششیں کیں لیکن کوئی شاعر اس مقام تک ناخن تک نہ اٹکا سکا۔"[xxviii] مثنوی پر بات کرتے ہوئے عطاالحق قاسمی نے کہا: "مثنوی مولانا روم "مکمل آدمی" کا نغمہ ہے شکستہ آدمی کا نوحہ نہیں۔ جب ٹوٹے پھوٹے جدید آدمی نے جنم لیا تو یہ لحن اس کی زندگی سے خارج ہوتا چلا گیا لیکن جو آدمی اس کی شکستگی سے نکل کر اپنی ذات کی وحدت کی طرف سفر کرتا ہے تو اس کا جہاں بھی مثنوی ہو جاتا ہے۔"[xxix] مولانا روم کو علامہ اقبال نے "پیرِ رومی" کے لقب سے یاد کیا ہے اور معنوی مرشد گردانا ہے۔ اپنے رومان کی دنیا میں ان کے ساتھ سفر کیے ہیں، اور اس وقت بھی اسی تسلسل میں اس "مریدِ ہندی" کی علامتی قبر قونیہ میں "پیرِ رومی" کے مزار کے باہر موجود ہے۔

حوالہ جات

---

i قاضی سجاد حسین، "مقدمہ"، مشمولہ: مثنوی مولوی معنوی، مولانا روم (لاہور: الفیصل ناشران، جولائی ۲۰۰۶ء)، ۹۔

ii اصغر علی شاہ جعفری، فارسی نظم کا تاریخی اور فنی مطالعہ (لاہور: تاج بک ڈپو، ۱۹۶۸ء)، ۶۰۔

iii ڈاکٹر خلیل طوق آر، صدارتی خطبہ "رومی فورم"، وسیب ہال بہاول پور، ۹ نومبر ۲۰۱۴ء۔

iv مرزا مقبول بیگ بدخشانی، ادب نامہ ایران (لاہور: نگارشات، سن ندارد)، ۶۱۹۔

v قاضی سجاد حسین، "مقدمہ"، مشمولہ: مثنوی مولوی معنوی، مولانا روم، ۹۔

Copyright © 2025 Insights of Pakistan, Iran and the Caucasus Studies (IPICS)

vi مرزامقبول بیگ بدخشانی، ادب نامہ ایران، ۶۱۹۔

vii قاضی سجاد حسین، "مقدمہ"، مشمولہ: مثنوی مولوی معنوی، مولانا روم، ۱۰۔

viii آغا اشرف، حکایاتِ رومی (لاہور: جہانگیر بک ڈپو، ۲۰۰۲ء)، ۵۔

ix شبلی نعمانی، سوانح مولانا روم (کان پور: نامی پریس، ۱۹۰۶ء)، ۳۔

x مرزامقبول بیگ بدخشانی، ادب نامہ ایران، ۴۲۱۔

xi قاضی سجاد حسین، "مقدمہ"، مشمولہ: مثنوی مولوی معنوی، مولانا روم، ۱۰۔

xii آر۔اے نکلسن، رومی پوئٹ اینڈ مسٹک (آسٹریلیا: ایلن اینڈ اَن وِن، ۱۹۵۰ء)، ۱۸۔

xiii اصغر علی شاہ جعفری، فارسی نظم کا تاریخی اور فنی مطالعہ، ۵۷۔

xiv مرزا محمد نذیر عرشی، "دیباچہ دفتر اول"، مشمولہ مفتاح العلوم شرح مثنوی مولانا روم (لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، سن ندارد)، ۱۸۔

xv مرزامقبول بیگ بدخشانی، ادب نامہ ایران، ۴۲۴۔

xvi پروفیسر نیر واسطی، "مولانا روم اور طب مشرق"، مشمولہ ارمغانِ رومی، مرتبہ: ڈاکٹر کے۔بی نسیم (پشاور: دانش گاہ، ۱۹۷۹ء)، ۶۷۔

xvii قاضی سجاد حسین، "مقدمہ"، مشمولہ: مثنوی مولوی معنوی، مولانا روم، ۱۰۔

xviii شبلی نعمانی، سوانح مولانا روم، ۲۶۔

xix پروفیسر نیر واسطی، "مولانا روم اور طب مشرق"، مشمولہ ارمغانِ رومی، مرتبہ: ڈاکٹر کے۔بی نسیم، ۶۵۔

xx عبد الرحمن جامی، مناقب مولوی معنوی (تہران: انتشارات ہدایت، ۱۹۶۲ء)، ۱۱۰۔

xxi اسد اللہ خان غالب، دیوانِ غالب (اسلام آباد: نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۲۰۱۲ء)، ۳۴۔

xxii حافظ شیرازی، دیوانِ حافظ، مترجمہ: قاضی سجاد حسین (لاہور: پروگریسو بکس، ۱۹۹۱ء)، ۳۱۸۔

xxiii خلیفہ عبد الحکیم، حکمتِ رومی (لاہور: ثقافتِ اسلامی، ۱۹۸۱ء)، ۱۳۔

xxiv ڈاکٹر سید عبد اللہ، فارسی زبان و ادب، ۷۔

xxv پروفیسر ظہور احمد سلیم، "عارفِ رومی کا نظریۂ حیات"، مشمولہ: ارمغانِ رومی، مرتبہ: ڈاکٹر کے۔بی نسیم، ۱۶۷۔

xxvi ڈاکٹر انعام الحق کوثر، "مولانا روم اور شمس تبریزی"، مشمولہ: ارمغانِ رومی، مرتبہ: ڈاکٹر کے۔بی نسیم، ۱۴۴۔

xxvii ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم، تشبیہاتِ رومی (لاہور: ادارہ ثقافتِ اسلامیہ، ۱۹۹۰ء)، ۶۔

xxviii اصغر علی شاہ جعفری، فارسی نظم کا تاریخی اور فنی مطالعہ، ۶۱۔

xxix عطاالحق قاسمی، "پورے آدمی کا نغمہ"، مشمولہ: ارمغانِ رومی، مرتبہ: ڈاکٹر کے۔بی نسیم، ۲۱۵۔

English References

1. Qazi Sajjad Husain, “Muqaddama,” in *Masnavi Maulvi Ma'navi*, by Maulana Rumi (Lahore: Al-Faisal Nashiran, July 2006), 9.
2. Asghar Ali Shah Jafari, *Farsi Nazm ka Tarikhi aur Fanni Mutala'a* (Lahore: Taj Book Depot, 1968), 60.
3. Dr. Khalil Tuq Ar, presidential address “Rumi Forum,” Vaseeb Hall Bahawalpur, 9 November 2014.
4. Mirza Maqbool Baig Badakhshani, *Adab Nama Iran* (Lahore: Nigarishat, n.d.), 619.
5. Husain, “Muqaddama,” 9.
6. Badakhshani, *Adab Nama Iran*, 619.
7. Husain, “Muqaddama,” 10.

Copyright © 2025 Insights of Pakistan, Iran and the Caucasus Studies (IPICS)

8. Agha Ashraf, *Hikayaat-e-Rumi* (Lahore: Jahangir Book Depot, 2002), 5.
9. Shibli Naumani, *Sawanih Maulana Rumi* (Kanpur: Nami Press, 1906), 3.
10. Badakhshani, *Adab Nama Iran*, 421.
11. Husain, "Muqaddama," 10.
12. R. A. Nicholson, *Rumi: Poet and Mystic* (Australia: Allen & Unwin, 1950), 18.
13. Jafari, *Farsi Nazm ka Tarikhi aur Fanni Mutala'a*, 57.
14. Mirza Muhammad Nazir Arshi, "Dibacha Daftar Awwal," in *Miftah al-Uloom Sharh Masnavi Maulana Rumi* (Lahore: Sheikh Ghulam Ali & Sons, n.d.), 18.
15. Badakhshani, *Adab Nama Iran*, 424.
16. Prof. Nayyar Wasti, "Maulana Rumi aur Tibb-e-Mashriq," in *Armaghan-e-Rumi*, ed. Dr. K. B. Naseem (Peshawar: Danishgah, 1979), 67.
17. Husain, "Muqaddama," 10.
18. Naumani, *Sawanih Maulana Rumi*, 26.
19. Wasti, "Maulana Rumi aur Tibb-e-Mashriq," 65.
20. Abdul Rahman Jami, *Manaqib Maulvi Ma'navi* (Tehran: Intisharat-e-Hidayat, 1962), 110.
21. Asadullah Khan Ghalib, *Diwan-e-Ghalib* (Islamabad: National Book Foundation, 2012), 34.
22. Hafiz Shirazi, *Diwan-e-Hafiz*, trans. Qazi Sajjad Husain (Lahore: Progressive Books, 1991), 318.
23. Khalifa Abdul Hakim, *Hikmat-e-Rumi* (Lahore: Saqafat-e-Islami, 1981), 13.
24. Dr. Syed Abdullah, *Farsi Zaban o Adab*, 7.
25. Prof. Zahoor Ahmad Saleem, "Arif-e-Rumi ka Nazariyah-e-Hayat," in *Armaghan-e-Rumi*, ed. Dr. K. B. Naseem, 167.
26. Dr. Inam-ul-Haq Kausar, "Maulana Rumi aur Shams Tabrizi," in *Armaghan-e-Rumi*, ed. Dr. K. B. Naseem, 144.
27. Dr. Khalifa Abdul Hakim, *Tashbihat-e-Rumi* (Lahore: Idara Saqafat-e-Islamia, 1990), 6.
28. Jafari, *Farsi Nazm ka Tarikhi aur Fanni Mutala'a*, 61.
29. Ata-ul-Haq Qasmi, "Poore Aadmi ka Naghma," in *Armaghan-e-Rumi*, ed. Dr. K. B. Naseem, 215.

Bibliography

- Abdullah, Dr. Syed. *Farsi Zaban o Adab*.
- Arshi, Mirza Muhammad Nazir. "Dibacha Daftar Awwal." In *Miftah al-Uloom Sharh Masnavi Maulana Rumi*. Lahore: Sheikh Ghulam Ali & Sons, n.d.
- Ashraf, Agha. *Hikayaat-e-Rumi*. Lahore: Jahangir Book Depot, 2002.
- Badakhshani, Mirza Maqbool Baig. *Adab Nama Iran*. Lahore: Nigarishat, n.d.
- Ghalib, Asadullah Khan. *Diwan-e-Ghalib*. Islamabad: National Book Foundation, 2012.
- Hafiz Shirazi. *Diwan-e-Hafiz*. Translated by Qazi Sajjad Husain. Lahore: Progressive Books, 1991.
- Hakim, Khalifa Abdul. *Hikmat-e-Rumi*. Lahore: Saqafat-e-Islami, 1981.
- Hakim, Khalifa Abdul. *Tashbihat-e-Rumi*. Lahore: Idara Saqafat-e-Islamia, 1990.
- Husain, Qazi Sajjad. "Muqaddama." In *Masnavi Maulvi Ma'navi*, by Maulana Rumi. Lahore: Al-Faisal Nashiran, July 2006.
- Jafari, Asghar Ali Shah. *Farsi Nazm ka Tarikhi aur Fanni Mutala'a*. Lahore: Taj Book Depot, 1968.
- Jami, Abdul Rahman. *Manaqib Maulvi Ma'navi*. Tehran: Intisharat-e-Hidayat, 1962.
- Kausar, Dr. Inam-ul-Haq. "Maulana Rumi aur Shams Tabrizi." In *Armaghan-e-Rumi*, edited by Dr. K. B. Naseem, 144.
- Naumani, Shibli. *Sawanih Maulana Rumi*. Kanpur: Nami Press, 1906.
- Nicholson, R. A. *Rumi: Poet and Mystic*. Australia: Allen & Unwin, 1950.

Copyright © 2025 Insights of Pakistan, Iran and the Caucasus Studies (IPICS)

- Qasmi, Ata-ul-Haq. "Poore Aadmi ka Naghma." In *Armaghan-e-Rumi*, edited by Dr. K. B. Naseem, 215.
- Saleem, Prof. Zahoor Ahmad. "Arif-e-Rumi ka Nazariyah-e-Hayat." In *Armaghan-e-Rumi*, edited by Dr. K. B. Naseem, 167.
- Tuq Ar, Dr. Khalil. Presidential address, "Rumi Forum." Vaseeb Hall, Bahawalpur, 9 November 2014.
- Wasti, Prof. Nayyar. "Maulana Rumi aur Tibb-e-Mashriq." In *Armaghan-e-Rumi*, edited by Dr. K. B. Naseem, 65–67.

Copyright © 2025 Insights of Pakistan, Iran and the Caucasus Studies (IPICS)